اکائی: 4 عبدالقادر مازنی

اکائی کے اجزاء

4.1 مقصد

4.2 تمہید

4.3 ماحول

4.4 شخصی حالات

4.5 علمی خدمات

4.6 تنقیدی مقام

4.7 خلاصہ

4.8 نمونے کے امتحانی سوالات

4.9 مطالعے کے لیے رہ نما کتب

4.10 مشکل الفاظ کی فرہنگ

4.1 مقصد

اس اکائی کے ذریعے ہمیں معلوم ہوگا کہ بیسویں صدی میں پیدا ہونے والے عربی زبان کے ناقدین میں عبدالقادر مازنی کا کیا مقام ہے۔ وہ کن علمی اوصاف وکمالات کے مالک تھے اور انھوں نے علمی دنیا کو کیا دیا؟

یہ مطالعہ اس لیے بھی ضروری ہے کہ مازنی ذاتی طور پر جو اعلیٰ علمی مقام رکھتے تھے اس کا اعتراف تو سبھی کو ہے، ساتھ ہی ان کی شخصیت کا ایک اہم پہلو یہ بھی ہے کہ وہ اپنے پیش رو اور معاصر متعدد اساطین علم وادب کے معاون اور دست راست رہے۔ اس لیے مازنی کی شخصیت اور علمی کمالات کا مطالعہ بہت اہم ہو جاتا ہے۔

اس اکائی کے ذریعہ ہم ان تمام باتوں کو جاننے کی کوشش کریں گے۔

4.2 تمہید

ابراہیم عبدالقادر مازنی عربی زبان وادب کا ایسا نمایاں نام ہے، جس کا مطالعہ کرنا ایک طالب علم کے لیے نہایت ضروری ہے۔ بیسویں صدی میں مصر کی سرزمین سے اٹھنے والے یکے بعد دیگرے علما، فضلاء اور مشاہیر ادب میں مازنی کا نام بہت نمایا ہے۔ عجیب اتفاق ہے کہ عبدالقادر مازنی، عباس محمود عقاد اور طٰہٰ حسین تینوں ایک سن میں پیدا ہوئے۔ تینوں نے ایک ہی دور پایا اور کچھ فرق کے ساتھ تینوں نے عربی زبان میں جدت کے فروغ کا علم بلند کیا۔

مازنی نے عقاد اور طٰہٰ حسین کے مقابلے میں کم عمر پائی۔ اس لیے انھیں کام کرنے کا موقع بھی خاصا کم ملا۔ لیکن اہم بات یہ ہے کہ اپنے کام کی کمیت کم ہونے کے باوجود ان کا نام ہمیشہ ان دونوں شخصیات کے ساتھ لیا جاتا ہے۔ یہ چیز ابراہیم عبدالقادر مازنی کے مقام کو سمجھنے کے لیے کافی ہے۔

4.3 ماحول

عباس محمود عقاد کے تذکرے کے ذیل میں تیسری اکائی میں یہ بات بیان کی جا چکی ہے کہ انھوں نے جو دور پایا وہ بڑے انتشار اور اضطراب کا دور تھا۔ ابراہیم عبدالقادر مازنی بھی اسی سال پیدا ہوئے تھے۔ اس لیے انھیں بھی بالکل وہی دور ملا، جو عقاد اور طٰہٰ حسین کو ملا تھا۔

عباس محمد عقاد نے جس ماحول میں آنکھیں کھولیں وہ ماحول دنیا کی تاریخ میں مختلف حیثیتوں سے بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ عالم اسلام میں خلافت عثمانیہ جاں بہ لب تھی۔ پے در پے جنگوں کے نتیجے میں وہ پوری طرح ٹوٹ چکی تھی اور دیکھنے والے دیکھ رہے تھے کہ اب خلافت عثمانیہ کا زوال یقینی ہے۔ خلافت کے زیر انتظام علاقوں میں سے مختلف علاقوں پر قبضہ جمانے کے لیے عالمی طاقتیں

باہم دست وگریباں تھیں۔ اٹھارہ سو بیاسی میں خدیویت مصر برطانیہ کا حصہ بن چکا تھا۔ مصر میں افراتفری کی کیفیت تھی۔ کچھ لوگ خلافت کے بقاکے لیے پرعزم تھے تو کچھ دوسری عالمی طاقتوں سے انضمام چاہتے تھے۔ پہلی جنگ عظیم کا میدان تیار ہو رہا تھا، جس کے واضح اثرات مصر میں بھی دیکھے جا رہے تھے۔ مختلف نظریات اور بالخصوص اسلام، کمیونزم اور سوشلزم کے درمیان شدید کشمکش جاری تھی۔ واضح رہے کہ یہی دور برصغیر میں بھی سخت اضطراب کا دور تھا، جس کے نتیجے میں علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی، دارالعلوم دیوبند اور ندوۃ العلماء کا وجود ہو رہا تھا۔

ایسے نازک دور میں عباس محمود عقاد کی ولادت ہوئی اور ماحول کے پورے اثرات سے متاثر ہوتے ہوئے ان کا علمی سفر شروع ہوا۔

4.4 شخصی حالات

ابراہیم عبدالقادر مازنی مصر کے دارالسلطنت قاہرہ میں 1889 میں پیدا ہوئے تھے۔ وہ ایک دینی اور سادہ گھرانے سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کے والد محترم بڑے دین دار اور مذہبی انسان تھے۔ لیکن مازنی کو اپنے والد کی سرپرستی میں رہنے کا موقع نہیں ملا۔ کیوں کہ جب ان کی عمر صرف ایک سال تھی، تو ان کے والد اس دنیا سے چلے گئے تھے۔ والد کے بعد ان کے بڑے بھائی نے ان کی پرورش کی۔ باپ کے جانے سے گھر کے حالات اچھے نہیں رہے تھے۔ مالی تنگی اور عسرت کا غلبہ تھا۔ لیکن ان کی والدہ محترمہ نے بڑی حکمت اور پیار کے ساتھ بچے کی پروش کی اور تعلیم وتربیت میں حتیٰ الامکان کوئی کمی نہ چھوڑی۔ اس لیے مازنی اپنی والدہ کے بارے میں بڑے دلکش انداز میں کہا کرتے تھے:

> صارت أمی هی الأب والأم، ثم صارت مع الأیام هی الصدیق والروح الملهم۔
>
> میری ماں میرے لیے باپ اور ماں دونوں بن گئیں تھیں۔ پھر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ وہ میری دوست اور میرے لیے رحمت خداوندی کی حیثیت اختیار کرگئی تھیں۔

ابتدائی تعلیم مکمل کرنے کے بعد ابراہیم عبدالقادر مازنی اعلیٰ تعلیم کے لیے میڈیکل کالج میں داخل ہوئے۔ ایک دن میڈیکل کالج میں چیر پھاڑ کرنے والے کمرے میں گئے تو انھیں سخت چکر اور قے شروع ہوگئی۔ یہ سلسہ اتنا بڑھا کہ انھیں جلد ہی میڈیکل کالج کو چھوڑنا پڑا۔

اس کے بعد ان کا رجحان لا کالج کی طرف ہوا، لیکن اس کی فیس اور دوسرے مصارف کے لیے ان کے حالات سازگار نہ تھے لہٰذا وہ تدریسی لائن سے جڑ گئے اور ایجوکیشن کالج میں داخل ہوکر 1909 میں تعلیم مکمل کی۔ لیکن وہ اس سے خوش نہ تھے۔

انھیں المدرسة السعیدیة اور پھر المدرسة المخدیویہ میں ترجمے کا استاد مقرر کیا گیا۔ یہاں مازنی نے ایک بڑا کام یہ

کیا کہ اپنے شاگردوں کے لیے انگریزی زبان میں کلیله دمنه کے مختلف ابواب کا ترجمہ کر دیا۔اس کے علاوہ اور بھی اہم ترجمے انجام دیے۔

یہ بات گزر چکی ہے کہ عبدالقادر مازنی فطری طور پر تدریس کے آدمی نہ تھے۔اس لیے انھوں نے کچھ عرصے تدریس انجام دینے کے بعد صحافت سے وابستگی اختیار کر لی۔ابتدا میں انھوں نے أمین رافعی کے رسالے "الأخبار" میں کام کیا۔اس کے بعد ہفت روزہ السیاسیه اور البلاغ وغیرہ میں بھی خدمات انجام دیں۔صحافت سے وابستگی کے دوران انگریزی زبان پر عبدالقادر مازنی کا عبور پوری طرح واضح ہوا۔کثرت کے ساتھ ان کے ترجمے رسائل وجرائد میں شائع ہونے لگے اور اہل علم کو متاثر کرنے لگے۔

اس دوران انھیں عقاد اور شکری جیسے ہم مزاج رفقاء بھی مل گئے۔جن کے ساتھ مل کر مازنی نے جدید شاعری اور زبان وادب میں جدت کا علم بلند کیا۔ان لوگوں نے اپنے افکار کو عام کرنے کے لیے ضَوءُ الفَجر کے نام سے شکری کا شعری مجموعہ شائع کیا۔اس میں مازنی بھی پیش پیش تھے۔مجموعے میں حافظ ابراہیم کو سخت تنقید کا نشانہ بنایا گیا تھا۔بدقسمتی سے ان دنوں حافظ ابراہیم کے دوست احمد حشمت پاشا ملک کے وزیر تعلیم تھے۔لہٰذا انھوں نے مازنی سے انتقام لینے کے لیے 1913 میں انھیں تدریس سے معزول کر دیا۔ اب عبدالقادر مازنی اپنے دوست عقاد کے ساتھ ایک پرائیوٹ اسکول میں پڑھانے لگے۔یہ سلسلہ 4 سال تک جاری رہا۔بعد میں انھیں السیاسیه اور البلاغ جیسے مشہور رسائل کا رئیس التحریر مقرر کیا گیا۔

1949 میں ایک باوقار علمی زندگی گزار کر عبدالقادر مازنی نے وفات پائی اور رہتی دنیا تک کے لیے اپنی علمی ورثے کو یادگار چھوڑ گئے۔

4.5 علمی خدمات

عبدالقادر مازنی کی علمی شخصیت کے مختلف پہلو ہیں۔وہ ایک استاد ہونے کے باوجود درسیات میں قید نہیں رہے بلکہ علم وفن وسیع آفاق میں محو پرواز رہے۔جس طرح انھوں نے عربی زبان وادب کے اساطین کو گہرائی سے پڑھا، اُسی طرح انگریزی ادب اور مغربی فلسفے کا بھی عمیق مطالعہ کیا۔

ان کے متعلق مولانا سید محمد واضح رشید حسنی ندوی کی یہ رائے بہت اہم اور متوازی ہیں:

لم تنحصر مطالعة المازنی علی الکتب الدراسیة، بل کان طموحاً إلی العلم، فعکف علی دراسة نوابغ الأدب العربی فی عصوره المتقدمة، یقرأفی کتابات الجاحظ، وکتاب الأغانی، وفی الکامل للمبرد، والأمالی لأبی القالی، وغیرذلک من النشر العربی القدیم، کمادرس الشریف الرضی، ومهیار، وابن الرومی، والمتنبی، وأضرابهم من الشعراء البار عین، ثم أقبل علی الأدب الغربی،

والنفلاسفة الأوربية، فصار ذا ثقافة عالبية، قال زميله العقاد: إنه طالع دواوين الشعراء، والكتاب الأوربيين كه ""بيرون""، و""شبلى"" و ""شكسبير""، وقرأكتب النقد، وتاريخ الأدب فى كتب النقاد المتازين، ک هازليت، وآرنولد، وماكولى، وسانتسبري، وطائفة من كتاب المقالة الأدبية والنقدية والاجتماعية أمثال لاي هنت Leigh Hunt وتشارلز لامب، وسويفت، وأديسون، وأحب الروائيين إليه والترسكوت Scott و ديكنز Dickens، وثاكري، وكنجزلى Kingsley.

كانت هذه القراءات تحدث أثرها العميق فى نفس المازنى، فإذا هو ينقلب من شاعر وجدانى تطفح نفسه بالمرارة والألم إلى كاتب من طراز ساخر يستخف بالحياة، وبكل من فيها وما فيها من أشخاص وأشياء وأمانى وآلام. ويترک المدرسة الإعدادية، وينظم فى سلک الصحافة إلى نهاية حياته.

4.5.1 نثر وانشاء

ابراہیم عبدالقادر مازنی کا کمال یہ ہے کہ انھوں نے متعدد اساطین علم وادب کا دور پایا، لیکن ان سب کے باوجود وہ نثر وانشاء کے لحاظ سے اپنا منفرد مقام بنانے میں کام یاب ہوگئے۔

مازنی کو پڑھنے والا، ہر شخص اندازہ لگا سکتا ہے کہ ان کی نثر میں اپنے نظریات پر پورا اعتماد، صاف ستھرا اسلوب بیان اور جدت کو اختیار کرنے کی پرزور دعوت ہر جگہ نظر آتی ہے۔ وہ بات کو گھمانے پھرانے اور فلسفیانہ مباحث گراں بار کرنے کے بہ جائے بہت سادہ اور عام فہم سنجیدہ اسلوب میں گفتگو کرنے کے قائل تھے۔ اس کے لیے انھوں نے کثیر تعداد میں سنجیدہ علمی مقالات کے ساتھ ساتھ افسانے اور ناول بھی تخلیق کیے۔ ان کے مضامین و مقالات میں الصحرا، صفحة سوداء من مذكراتي، ألنجاح، بين البحروالصحراء، ألجمال في نظر المرأة، الأدب ينهض في عصر الشدة، رأى في مستقبل الأدب، مجالسة الكتب، الكتب والخلود، الحدود الطبيعية، متاعب الطريق اور القوة الدافعة ومقاومة الجماهير کو خصوصی شہرت حاصل ہوئی۔

ان تمام مضامین کو ہم ان کے مذکورہ اوصاف کا نمایاں نمونہ کہہ سکتے ہیں۔

ڈاکٹر شوقی ضیف نے لکھا ہے:

""وهوفى الحق أحد الكتاب الممتازين الذين استطاعوا أن يحدثوا لنا أدبا مصرياً جديدا، وهو أدب ملى بالفكر والشعور، والسخرية الحادة، وإنه يتميز أسلوب خاص كان لا يتحرج فيه من استخدام بعض الكلمات العامية مادامت توجد فى العربية الفصيحة، وبذلک كان له أسلوبه الشخصى الذي ينفرد به بين معاصريه، لا بخصائصه اللفظية فحسب، بل أيضاً بخصائصه المعنوية، ومافيه من سخرية، وفكاهة مستمدحة۔

نمونے کے طور پر مازنی کی نثر کے دو اقتباسات کا لطف لیجیے:

وتحت نافذتى اليوم معرض أزياء وأذواق، فإنه ا لأحدوالساعة العاشرة، والنساء كثيرات علىٰ الرصيف فى حلل شتى، ومع بعضهن حقائب صغيرة، أو سلال فيها على ا لأ رجح طعام و شراب، ومع بعضهن أزواجهن، أو إخوتهن، أو أصدقائهن، وفيهن العجوز والصغيرة والنصف، ولكنهن جميعاً فى حفل من الزينة، وليس بينهن مصرية إ لاأن تكون عابرة سبيل، ومن أين تجى المصرية و هى لا تخرج إ لا لقضاء حاجة، أوزيارة، أو سينما، أو نحو ذلک، و لا تحسن أن تقضى ساعات الراحة أو يومها أو أيامها إ لا فى بيتها أو فى مباذلها ""ولكن هؤ لاء نادرات والنادر لا حكم له و لا قياس عليه۔""

ومعلوم أن الحال قد تغيرت عما كانت عليه يوم أطلّ من نافذة دا ره، على أن تلک النافذة قد تركت لنا مجموعة طريفة من أقواله۔

ويكثر فى أحاديث المازنى الحوار بينه وبين من يحدثنا عنهم، ولعل ذلک فى قصصه أظهر، وحوا ره كما تقول نعمات أحمد فؤاد: ""كسائر كتابته تتمثل فيه البساطة التىلم يعدُ عليها الفن، فلا يتكلف، و لا يتعمل، و لا يفتعل الكلام افتعلًا""

وسواء أ رسل المقالة أو قص القصة أو دخل فى بحث و تحليل فإنه يأخذک بدقة الوصف، وتحليل العواطف، اسمعه يقول وقد جلس

على شاطى البحر فجاشت فى نفسه ذكريات ماضية:

""وغابت الشمس، وانتشرت على ا لأ رض غيابات الطفل، فعدت إلى مقعدي أنظر إلى الموج المشرئب، وجاش صدري مثله، وجعلت طيوف الماضى تبرز من ظلامه وتخطر أمامى، ثم تغيب ويلفّها ما هو أظلم ، ولكن طيفاً واحداً ظل ماثلًا لعينى حيثما أدرتها، ومالئاً شعاب نفسى با لإحساس به، ومناديالى من زفيف الرياح وتهزّم ا لأمواج، وفيه وفى تمثل الحب المفقود وا لأمل الضائع، وخامرنى هذا الخاطر، وألح علىّ حتى خلتنى جثة غريق ردّها الموج الطاغى إلى رمال الشاطى، ولجّ بى هذا الوهم حتى ملت عن الصخرة إلى الرمال ورقدت عليها، وأومأت إلى ا لأمواج أن اركدي فقد ذهب كل شى۔ انتسخ ا لأمل وغاض معين الحب وجفت الحياة۔""

4.5.2 شاعری

ابراہیم عبدالقادر مازنی کو اپنے معاصرین میں یہ امتیاز حاصل ہے کہ انھوں نے شاعری کو بھی اپنا میدان بنایا اور ایک خوش فکر جدید شاعر کی حیثیت سے بھی جانے پہچانے گئے۔ مازنی کی شاعری کو ہم حقیقی شاعری سے تعبیر کر سکتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کی شاعری میں وہ عناصر بھی نہیں پائے جاتے جن عناصر سے وہ خود بھی وابستہ تھے۔ یعنی ہمیں ان کی شاعری میں سیاست، وطنیت اور سماجی افکار و نظریات کے عناصر بہت کم نظر آتے ہیں۔ ان کی شاعری میں ان کے فطری اور قلبی تاثرات ابھرے ہوئے ملتے ہیں۔ زندگی کے مصائب، انسانیت کے مسائل روحانی بے چینی اور قلبی رنج و غم کو ان کی شاعری کا مرکز قرار دیا جا سکتا ہے۔

اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ بچپن ہی میں یتیم ہونے کی وجہ سے وہ خود بھی زندگی کی تلخیوں کے عینی شاہد تھے۔ 1914 میں ان کا پہلا اور 1917 میں ان کا دوسرا مجموعۂ کلام سامنے آیا۔

نمونے کے طور پر اُن کی مختلف نظموں کے کچھ اشعار ملاحظہ کیجیے اور مازنی کے شعری رویے کا اندازہ لگایئے۔

لا أنس منظرها وقد طلعت

للعين بين خمائل الورد

والغصن مياد وقد عبقت

حلل النسيم بنفحة الرند

وصدودها غى وقد علمت
أنى ليطرفنى قذى الصد

برد الشتاء فهل ترى سمعت
عصف الهوى وتهزّم الوجد

قمر يحلم فى لج السما
باهت اللألاء من طول السهد

ساكن يسخر منا كلما
قام بالقلب حنين وقعد

ماأضل القلب بالليل وما
أضرب الوجد عليه بالسدد

ينفد الليل وإن طال وما
لعباب الهم ذي اللج نفد

أترع الكأس يا حبيبى ودعنى
من أمور يشقى بها الفطن

ليس يغنى يا قرة العين شيئا

علمنا كيف ينطوي الزمن

لم تلد هذه الليالى الحبالى ال

غد والأمس له الكفن

فاسقنيها وحسبنا اليوم مادا

م غريراً ووجهه حسن

4.5.3 افسانہ اور ناول

شاعری کی طرح افسانے اور ناول کے میدان میں بھی ابراہیم عبدالقادر مازنی نے فطری انداز اختیار کیا۔ انھوں نے جس طرح شاعری کو ایک فطری تخلیق کے طور پر برتا، اسی طرح افسانے اور ناول کو بھی دنیا کے سامنے پیش کیا۔ وہ یوروپی ناول نگاری سے بھی متاثر تھے۔ لیکن وہ اپنی تخلیقات میں بیرونی ادب کے ٹھپے دار بل کر کبھی سامنے نہیں آئے۔

مازنی نے خاصی تعداد میں مزاحیہ انداز کی تخلیقات بھی پیش کیں۔

4.5.4 تصانیف

ابراہیم عبدالقادر مازنی نے تقریباً ڈیڑھ درجن تصانیف پیش کیں۔ یہ تصانیف مختلف مضامین اور مختلف موضوعات پر مشتمل ہیں۔ ان کے نام یہ ہیں:

1- حصاد الهشيم، ناقش فيه عن شكسبير، والمتنبى، وابن الرومى، ويترجم بعض رياعيات الخيام۔

2- قبض الريح، صدر عام 1929، نقد لآ راء طه حسين فى ا لأدب الجاهلى۔

3- صندوق الدنيا، صدر عام 1929م، فيه أسلوب ساخر، والدعابة والسخرية۔

4- إبراهيم الكتاب، عام 1932م، قصص قصيرة۔

5- فى الطريق، عام 1936م۔

6- ميدو وشركاؤه۔

7- عود على بدء

8- ثلاثة رجال وامرأة۔

9- ع الماشي۔

10- إبراهيم الثاني

11- من النافذة

12- بيت الطاعة، أو غريزة المرأة۔

13- الشعر۔

14- شعر حافظ۔

15- خيوط العنكبوت

16- السياسة المصرية وا لانقلاب الدستوري

17- بشار بن برد۔

18- رحلة الحجاز

4.6 تنقیدی مقام

ابراہیم عبدالقادر مازنی اپنے دوسرے علمی کمالات کے ساتھ ایک ماہر اور بڑے تنقید نگار کی حیثیت سے بھی سامنے آتے ہیں۔ان کی تنقید کو دو حصول میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ایک سماجی اور معاشرتی تنقید۔دوسری ادبی تنقید۔

سماجی تنقید میں وہ اپنے اردگرد پائی جانے والی غیرانسانی اور غیرمہذب کمالات و روایات کی بیخ کنی کرتے نظر آتے ہیں۔صدیوں سے پائے جانے والے رسوم ورواج پر تیشہ زنی کرتے ہیں اور انسان کے خودساختہ معیاروں کی چکی میں پسینے والے کم زوروں کے شانہ بہ شانہ کھڑے ہوتے نظر آتے ہیں۔

عبدالقادر مازنی جب ادبی تنقید پر قلم اٹھاتے ہیں تو وہاں بھی نہایت سنجیدہ اور متین انداز میں فریضہ نقد روا کرتے ہیں۔اس ذیل میں انھوں نے بہت سے پرانے ادباء اور قدیم ادب پاروں پر سخت انداز میں تنقیدیں کی ہیں۔لیکن ان کی یہ بات نہایت لائق تعریف ہے کہ جب وہ قدیم ادباء کو موضوع بناتے ہیں تو خواہ وہ ان کے نظریات کی تردید ہی کیوں نہ کررہے ہوں وہ ان کے ادب کو ہمیشہ ملحوظ رکھتے ہیں۔مثال کے طور پر ابن رومی، عمرخیام، بشار اور متنبّی جیسے مشاہیر پر لکھتے ہوئے وہ نہایت پرلطف اور دل کش اسلوب اختیار کرتے ہیں۔لیکن جہاں وہ معاصر کو موضوع بناتے ہیں تو سخت حملے، طنز اور مزاق کے انداز میں گفتگو کرتے ہیں۔اس ذیل میں طٰہٰ حسین، شوقی اور عبدالرحمٰن شکری جیسے مایہ ناز معاصرین پر لکھی گئیں ان کی تحریریں دیکھی جاسکتی ہیں۔

4.7 خلاصہ

ابراہیم عبدالقادر مازنی بیسویں صدی کے ان نابغۂ روزگار ادباء میں شامل ہیں جو مصر کی سرزمین سے اٹھے اور ایک نسل کو متاثر کر کے اس دنیا سے چلے گئے۔ مازنی نے عقاد اور طٰہٰ حسین کی طرح انتشار کا دور پایا اور زندگی میں سخت آزمائشوں کا سامنا کیا۔ اس کے باوجود خود کو علمی لحاظ سے ایسے مقام پر فائز کرنے میں کام یاب ہو گئے، جو کم لوگوں کے حصے میں آتا ہے۔

عبدالقادر مازنی ایک ادیب، ناقد، شاعر، افسانہ نگار اور ناول نگار کی حیثیت سے متعارف ہوئے۔ ان تمام حیثیتوں میں انھوں نے اپنے مخصوص مزاج اور اپنی فکر کو ہر جگہ پیش پیش رکھا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اپنے معاصرین سے کم تصانیف پیش کرنے کے باوجود اپنا ایک خاص اسلوب رکھتے ہیں اور ادباء وفن کاروں کی بھیڑ میں الگ پہچان لیے جاتے ہیں۔ ایک ادیب، ناقد، اور تخلیق کار کی حیثیت سے مازنی کا مطالعہ عربی زبان وادب کے طالب علم کے لیے ناگزیر ہے۔

4.8 نمونے کے امتحانی سوالات

تین سطروں میں جواب لکھیے:

1- عبدالقادر مازنی کا سنہ ولادت، سنہ وفات اور جائے ولادت لکھیے۔

2- مازنی کے شعری اوصاف کی طرف اشارہ کیجیے۔

3- مازنی نے کن کن اخبارات میں کام کیا؟

پندرہ سطروں میں جواب لکھیے:

1- عبدالقادر مازنی کے تنقیدی مقام پر جامع نوٹ لکھیے۔

2- عبدالقادر مازنی کے شخصی حالات بیان کیجیے۔

3- مازنی کے نثر وانشاء کی خوبیاں بیان کر کے ان کے کچھ اہم مضامین کا تذکرہ کیجیے۔

4.9 مطالعہ کے لیے رہ نما کتابیں

1- الادب العربي المعاصر في مصر، شوقي ضيف

2- الاعلام، خیر الدین زرکلی

3- اعلام الادب العربي المعاصر، سید واضح رشید حسنی ندوی

4.10 مشکل الفاظ کی فرہنگ

اساطین	:	بنیادی شخصیات،ستون
دست راست	:	مددگار
فروغ ہونا	:	عام ہونا،ترقی ہونا
کمیت	:	مقدار
حتی الامکان	:	جتنا ممکن ہو
دارالسلطنت	:	راج دھانی
رئیس التحریر	:	چیف ایڈیٹر
محو پرواز ہونا	:	ہوا میں اڑنا
آفاق	:	آسمان کے کنارے